سیدنا حضرت عبد القادر جیلانیؒ

مدرسہ نظامیہ کا صحن کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ شگفتہ لب' بلند پیشانی' کشادہ سینے' نورانی رخساروں' روشن چہرے اور بڑی پرنور ریش مبارک والا ایک واعظ منبر رسول پر بیٹھا وعظ فرما رہا تھا۔ متعدد لوگ بیان حسنہ ضبط تحریر میں لا رہے تھے۔ بے شمار لوگ سر بگریباں وعظ کا ایک ایک لفظ دل کی گہرائیوں میں نقش کرنے میں مصروف تھے اور کئی ایک زار و قطار رو رہے تھے۔ واعظ نے جب کہا صاحبو! احکام الٰہی پر کاربند ہو جاؤ۔ کاہل اور سست بن کر بیکار نہ پڑے رہا کرو۔ مبادہ تمہیں تمہارا رب مبتلائے عذاب کر دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالیہ ہے کہ جب بندہ عمل میں کوتاہی کرتا ہے تو اللہ تبارک تعالیٰ اسے فکر میں مبتلا کر دیتا ہے۔ ان چیزوں کی فکر میں جو اس کے مقسوم میں نہیں۔ اہل علم کی فکر میں' بیوی بچوں کی تکلیف میں' روزگار کے اندر منافع کی کمی' اولاد کے نافرمان بن جانے اور بیوی کے ساتھ باہم نفرت ہو جانے میں۔ وہ جدھر بھی جاتا ہے ٹھوکر

کھاتا ہے۔ یہ سب سزا حق تعالیٰ کی اطاعت میں کوتاہی کرنے کی ہے۔ تو حاضرین مجلس میں کہرام مچ گیا وہ اپنے حال و احوال کا جائزہ لینے لگے۔ ان کی نگاہوں میں وہ زمانہ گھوم گیا جب ملت اسلامیہ فرقہ بندیوں کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھی۔ عالم اسلام ذہنی خلفشار میں مبتلا تھا۔ علمائے اسلام بے معنی و لاحاصل مباحث کا شکار تھے۔ قول و فعل میں تضادات کی جلوہ گری تھی۔ اور خشیت الٰہی دلوں سے عنقا تھی۔ یہ سب عذاب اصغر کی مختلف شکلیں تھیں' جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اعراض کا نتیجہ تھیں۔ واعظ نے حاضرین پر نگاہ لطف و محبت ڈالی اور فرمایا لوگو! اللہ تعالیٰ کے سوا سب کچھ بھول جاؤ۔ رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عشق کی آگ سینوں میں روشن کرو اور شریعت کے چراغ کو ہمیشہ جلتا رکھو تاکہ راستے کی رہزنی اور اندھیرے میں کسی گڑھے میں گرنے سے محفوظ رہو۔ بیان کے بعد واعظ اپنے حجرے میں جانے کے لئے منبر رسول سے نیچے اترا تو تمام لوگ عزت و احترام و محبت کے جذبہ سے سرشار با ادب کھڑے ہو گئے۔ یہ واعظ پیران پیر محبوب سبحانی سیدنا حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ تھے جو تمام روحانی سلاسل کے رہنما و پیشوا ہیں۔ آپ کے وعظ میں یہ تاثیر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن مبارک کی مرہون منت تھی۔

۱۴ شوال ۵۲۱ ہجری وقت دوپہر آپ آرام فرما رہے تھے کہ محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت خواب میں ہوئی۔ ارشاد فرمایا "عبدالقادر تم لوگوں کو وعظ و نصیحت کیوں نہیں کرتے؟"

عرض کیا۔

"میرے آقا مولا صلی اللہ علیہ وسلم! فصحائے عرب کے سامنے میرے جیسے عجمی کی زبان کیسے کھل سکتی ہے؟"

اس پر آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن مبارک آپ کی زبان مبارک پر لگایا اور فرمایا کہ جا کر وعظ کرو۔ فوراً" خواب سے بیدار ہوئے۔ صلوٰۃ

ظہر کا وقت تھا۔ ادائیگی صلوٰۃ کے بعد تکمیل حکم کے لیے منبر پر تشریف لے گئے اور وعظ فرمانا شروع کیا۔ بس پھر کیا تھا قلزم فصاحت و بلاغت موج در موج ٹھاٹھیں مارنے لگا۔ حکمت و عرفان کے موتی بکھرنے لگے۔

حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی بزرگی و عظمت اور ولادت باسعادت کے متعلق بعض بزرگان دین نے بہت قبل پیش گوئیاں فرما دی تھیں۔ ایک دن حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ اپنی خانقاہ میں بحالت مراقبہ بیٹھے تھے کہ سر مبارک اٹھا کر فرمایا کہ مجھے عالم غیب سے اطلاع ملی ہے کہ آج سے دو سو سال بعد جیلان کے اندر غوث اعظم پیدا ہوں گے، جن کا اسم پاک عبدالقادر اور لقب محی الدین ہوگا اور ان کا قدم ہر ولی کی گردن پر ہو گا۔ چنانچہ ٹھیک دو صدیوں کے بعد آپ یکم رمضان المبارک ۴۷۱ ہجری کو ایران کے اندر بحیرہ خزد کے جنوبی ساحل پر واقع قصبہ جیلان میں تولد ہوئے۔ آپ عنایت الٰہیہ سے سحری و افطاری کے علاوہ دودھ نہیں پیتے تھے۔ گویا روزے سے رہتے تھے۔

آپ کے والد حضرت ابی صالح موسیٰ رحمتہ اللہ علیہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کی والدہ ماجدہ ام خیر حضرت فاطمہ رحمتہ اللہ علیہ، حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد امجاد سے تھے۔ دونوں حضرات اقدس زہد و تقویٰ کا زندہ جاوید شاہکار تھے۔ والدین سے قرآن پاک حفظ کرنے اور ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مکتب میں داخل ہو گئے۔ بچپن سے کھیل کود سے گریزاں رہتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ ہم کھیل کود میں وقت ضائع کرنے کے لئے پیدا نہیں ہوئے۔ جب زندگی کی دس بہاریں دیکھ چکے تو والد گرامی کا سایہ عاطفت سر سے اٹھ گیا۔ چنانچہ سترہ سال تک اپنی عظیم المرتبت والدہ کی زیرنگرانی دینی تعلیم حاصل کی اور پھر بغرض اعلیٰ تعلیم بغداد تشریف لے جانے کا قصد فرمایا۔ اٹھتر سالہ ضعیف عمر کے باوجود حضرت ام خیر فاطمہ رحمتہ اللہ علیہ بیٹے کے راستے میں رکاوٹ نہیں بنیں اور اجازت مرحمت فرماتے ہوئے کہا۔

"بیٹا اب روز قیامت ہی ملاقات ہو گی"

اور پھر نصیحت فرمائی کہ کبھی جھوٹ نہ بولنا۔

جیلان سے چار سو میل کا طویل و دشوار راستہ طے کرنے کے بعد ۴۸۸ ہجری میں بغداد کے مدرسہ نظامیہ میں داخل ہو گئے۔ چالیس دینار جو عارفہ صادقہ ماں نے بوقت رخصتی عطا فرمائے تھے جنہیں ڈاکوؤں کے سردار احمد بدوی نے اثنائے سفرلوٹ کر واپس کر دیئے تھے اور بمع ساتھیوں کے آپ کے ہاتھ پر تائب ہو گیا تھا چند مہینوں میں خرچ ہو گئے اور پھر نوبت فاقہ کشی تک پہنچ گئی۔ لیکن کسی کے آگے دست سوال دراز نہیں کیا کیونکہ یہ طالبان حق کی شان نہیں۔ بغداد میں آٹھ سالہ تعلیمی دور ہولناک شدائد و مصائب میں گزرا۔ فرمایا کرتے تھے اگر وہ سختیاں کسی پہاڑ پر پڑتیں تو وہ بھی پھٹ جاتا۔ متعدد بار ایسا بھی ہوا کہ بھوک کی شدت کی وجہ سے آپ زمین پر نڈھال ہو کر لیٹ جاتے اور زبان ترجمان حق بیان سے کہنے لگتے بے شک تنگی کے بعد آسانی ہے۔ رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک ہے کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ چنانچہ حصول علم کی فرضیت کی ادائیگی میں آپ نے انتہائی سختیوں کے باوجود کمی نہیں آنے دی اور مثال قائم کر دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پاک کی کس طرح تکمیل کرنی چاہیے۔

تحصیل علم کے بعد بیس سال تک آپ علوم دینیہ کی روشنی ہر سو پھیلاتے رہے لیکن سینہ مبارک کے اندر ہنوز خلش محسوس کرتے تھے اور اس امر کا شدومد سے احساس تھا کہ لاریب معرفت الٰہیہ اور عشق رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی منازل کسی مرشد کامل کی رہنمائی کے بغیر طے کرنا ناممکنات میں سے ہے۔ لھٰذا آپ کی آنکھیں ہر وقت کسی عارف باللہ کی متلاشی رہتی تھیں۔ ان دنوں بغداد فتنہ و فساد اور لہو و لعب کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ اس لئے آپ نے ترک سکونت کی نیت سے صحرا کا رخ کیا۔ ابھی زیادہ دور نہیں گئے تھے کہ ہاتف غیبی کی

آواز سنائی دی۔

"عبدالقادر یہاں سے مت جاؤ"۔

حضرت شیخ حماد بن مسلم رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت کے بہت بڑے بزرگ تھے۔ ایک دن آپ ان کے دراقدس پر پہنچ گئے جہاں لوگوں کا **جمگھٹا لگا** تھا۔ وہ آپ سے بے انتہا شفقت و محبت سے پیش آئے لیکن چند ایام بعد اظہار بے رخی فرمانے لگے اور کہا۔

"ہم جیسے درویشوں کے پاس تم جیسے مولوی کا کیا کام ہے، بہتر ہے کہیں اور چلے جاؤ"۔

لیکن آپ اس در سے چمٹے رہے اور حضرت شیخ کی باتوں کو دل میں جگہ نہ دی۔ دوسرے لوگ بھی حضرت کی تقلید میں آپ سے ناپسندیدہ برتاؤ کرنے لگے تو آپ نے فرمایا۔

"نادانو! تم کیا جانو کہ عنقریب عبدالقادر آفتاب ہدایت بن کر تمام عالم میں چمکنے والا ہے۔ میں تو تربیت نفس کے لئے اس سے ایسا برتاؤ کرتا ہوں"۔

تزکیہ نفس کے ہم آہنگ معرفت الٰہیہ اور آتش عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم روز افزوں سینے میں فروزاں ہوتی چلی گئی۔ اب کسی کروٹ چین نہ تھا۔ عبادت و ریاضت و مجاہدہ میں شب و روز مصروف رہنے لگے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ حالت محویت و مشاہدہ حق میں لوگ آپ کو مردہ سمجھ بیٹھتے۔ کفن دفن کا انتظام کرنے لگتے۔ تو آپ کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوتے تھے۔ اکثر بادۂ عشق الٰہی میں سرشار عراق کے جنگلات کی طرف نکل جاتے اور کئی کئی روز تک گھومتے پھرتے رہتے۔ اس طرح کئی سال بیت گئے۔ عشق و محبت کی آگ جوالا مکھی بن چکی تھی۔ آخری چلے میں آپ نے عہد کیا کہ اس وقت تک کچھ نہ کھاؤں گا جب تک کوئی خود آکر اپنے ہاتھ سے نہ کھلائے گا۔ مسلسل چالیس روز بغیر کھائے پیئے گزر گئے بلاخر بغداد کے مشہور صاحب طریقت بزرگ قاضی القضاء حضرت شیخ

ابوسعید مخزومی رحمتہ اللہ علیہ تشریف لائے اور آپ کو اپنے دست مبارک سے کھانا کھلایا۔ فرماتے ہیں کہ جو لقمہ میرے منہ میں پہنچتا تھا اس سے میرے دل میں نور معرفت پیدا ہوتا تھا۔ اس کے بعد آپ نے حضرت ابوسعید مخزومی رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ تزکیہ نفس کی منازل پہلے ہی طے ہو چکی تھی۔ خرقہ ولایت زیب تن فرمانے کی دیر تھی کہ انوار و تجلیات کے سمندر امڈ پڑے۔ سیدنا غوث الثقلین حضرت عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ شریعت محمدی کے علمبردار اور قلزم طریقت و معرفت کے مایہ ناز غواص تھے۔ ہمیشہ باوضو رہتے تھے۔ صلوٰۃ باجماعت کبھی قضا نہ ہوئی تھی۔

چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی۔ ہمیشہ روزے سے رہتے تھے۔ کسی غریب پر امیر کو ترجیح نہ دیتے تھے۔ ناتوانوں، ناداروں، غرباء اور مساکین کے ساتھ نشست و برخاست رکھتے اور ان کی دل جوئی فرماتے رہتے تھے۔ کہا کرتے تھے کہ اگر ساری دنیا کی دولت میسر آئے تو بھوکوں کو کھانا کھلانے پر صرف کروں۔ حضرت سید احمد رفاعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ اس پائے کے بزرگ ہیں کہ ان کے ایک جانب شریعت کا اور دوسری طرف حقیقت کا دریا موجزن ہے۔

آپ کا فیضان روحانی کا یہ عالم تھا کہ چور ابدال بن جاتے تھے۔ بڑے بڑے عارفین باللہ آپ کے در پر پڑے رہنے میں عزت محسوس کرتے تھے۔ آپ کے سامنے کسی بدعقیدہ، عالم و فقیہ اور خلیفہ و بادشاہ کا سکہ نہیں چلتا تھا۔ جو بھی آتا سائل بن کر آتا تھا۔ آپ چاروں سلاسل طریقت کے رہنما و پیشوا ہیں۔ الغرض رشد و ہدایت کی ضوفشانی کرتے ہوئے سلطنت ولایت کا یہ درخشندہ و تابندہ آفتاب سفر آخرت پر روانگی سے قبل سخت علیل ہو گیا۔ لیکن روزانہ کے معمولات میں سرمو فرق نہیں آیا۔ یوم وصال بارگاہ صمدیت میں طویل سجدہ کیا۔ تمام مسلمانوں کے لئے دعا مانگی اور پھر ۱۱ ربیع الثانی ۵۶۱ ہجری کو وصال حق سے سرفراز ہوا۔

آپ نے رشد و ہدایت اور معرفت و طریقت کے جو چراغ روشن کئے تھے ہزاروں سال گزرنے کے باوجود ہنوز روشن و تابندہ ہیں اور متلاشیان حق کے لئے نشان منزل ہیں۔ آپ کے دور اور آج کے زمانے کا اگر تقابلی جائزہ لیا جائے تو ان میں بڑی مماثلت پائی جاتی ہے۔ ملت اسلامیہ میں فرقہ بندیوں' خلفشار و انتشار و افتراق' لاحاصل مباحث' مذاکرات اور قول و فعل میں تضاد کا عام دور دورہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک تسلیم کرنے کے باوجود ماسوا سے ناطہ و رشتہ استوار کرنے کا ہر لحظہ فکر دامن گیر رہتا ہے۔ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویدار ہیں لیکن آپ کے اسوۂ حسنہ کو اپنانے کی سعی نہیں کرتے اور ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں۔ نفاذ شریعت محمدیہ کے سلسلہ میں جو کچھ ہو رہا ہے الم نشرح ہے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی حیات طیبہ سے جو سبق ملتا ہے وہ یہ ہے کہ علم دین کے حصول کی مخلصانہ کوششیں کریں اور اگر اس راہ میں دشواری پیش آئے تو خندہ پیشانی سے برادشت کریں۔

بے ادب معرفت الٰہیہ اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم و نامراد رہتا ہے۔ آج اساتذہ' علماء اور بزرگان دین کا جتنا ادب و احترام کیا جاتا ہے اس کا تصور کر کے سر ندامت سے جھک جاتا ہے۔ اس لئے ہمیں اپنی سوچوں میں تبدیلی لانے کی ضرورت ہے۔

مفلوک الحالوں' محتاجوں اور حاجت مندوں پر عرصہ حیات تنگ کرنے کی بجائے ان کے مسائل حل کرنے پر توجہ مرکوز کریں۔ اس طرح حضرت پیران پیر رحمتہ اللہ علیہ سے محبت کا ثبوت ملتا ہے۔